شذرات

میں کہتا ہوں حج و عمرہ میں احرام ایسا ہے جیسے نماز میں تکبیر ہوتی ہے اس میں اخلاص اور تعظیم کی تصویر ہے اور فعل ظاہر سے عزیمت حج کا ضبط ہے اور اس میں اللہ تعالیٰ کے لیے نفس کو ذلیل اور خاشع کرنا ہے جاء پناہ اور عادت مالوفہ اور انواع تجمل سے اور اس میں تحقیق ہے اللہ کے لیے تکلیف اور پریشانی اور تغیر کی۔ یہ اس لیے مشروع ہوا کہ محرم ان اشیاء سے پرہیز کرے، ذلیل ہونے کی تحقیق اور ترک زینت اور پراگندگی کا اور اللہ کے خوف اور اس کی تعظیم سے استشعار کی تمرین کا اور اپنے نفس کا مواخذہ کہ اس کی خواہش میں استرسال نہ کرے۔ شکار ایک کشادگی اور توسع ہے اور اسی لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے "جو شکار کے پیچھے چلا" اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل ثابت نہیں ہوا، اور نہ ان کے بڑے اصحاب کا اگرچہ اس کو فی الجملہ جائز رکھا ہے۔ جماع بہیمی شہوت میں انہماک ہے جب یہ باب جائز نہ ہوا کلی طور پر کیونکہ یہ شرع کے قانون کے خلاف ہے تو بعض احوال سے اس سے روکنے کی نہی کی جاتی ہے جیسا کہ احرام، اعتکاف اور روزہ اور بعض مواضع میں جیسا کہ مساجد۔ سوال ہوا کہ محرم کون سے کپڑے پہنے؟ تو فرمایا: قمیص نہ پہنو، پگڑیاں نہ پہنو اور شلواریں نہ پہنو، لمبی ٹوپی نہ پہنو، اور موزے نہ پہنو اور اعرابی سے فرمایا لیکن خوشبو جو تیرے ساتھ ملحق ہے اس کو تین بار دھو ڈالو اور جبہ کو نکال لو!

سلے ہوئے کپڑے اور اس کے معنیٰ میں اور اس کے غیر میں فرق یہ ہے کہ پہلا ارتفاق تجمل اور زینت ہے اور دوسرا عورت کا ستر ہے اور پہلے کا چھوڑنا اللہ کے لیے تواضع ہے اور دوسرے کا چھوڑنا بے ادبی ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: محرم کو نکاح نہیں کرنا چاہیئے اور مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بی بی میمونہؓ سے احرام کی حالت میں شادی کی۔

میں کہتا ہوں کہ اہل حجاز کے صحابہؓ، تابعینؒ اور فقہاء نے یہ اختیار کیا ہے کہ محرم کے لیے سنت یہ ہے کہ نکاح نہ کرے اور عراق کے علماء اس کو جائز قرار دیتے ہیں، تیرے اوپر مخفی نہیں ہے کہ

احتیاط کو اخذ کرنا افضل ہے اور ادل پر راز یہ ہے کہ نکاح ارتفاقات مطلوبہ میں سے ہے شکار کرنے سے اکثر شبہ ہے انشاء کو ابقاء پر قیاس نہیں کیا جاتا۔ اس لیے شادی میں اس باب کے اندر مثل بیان کیا جاتا ہے اور ابقاء نہیں پھر صید کا ضبط کرنا ضروری ہے کیونکہ انسان کبھی اس کو قتل کرتا ہے جس کے کھانے کا ارادہ کرتا ہے اور کبھی اس کو قتل کرتا ہے جس کے کھانے کا ارادہ نہیں کرتا اور وہ شکار کرنے سے صرف تمرن اور استعمال کا ارادہ کرتا ہے اور کبھی اس کو اس لیے قتل کرتا ہے کہ اس کے ضرر کو اپنے سے دفع کرے یا اپنے بنی نوع سے دفع کرے اور کبھی بہیمی انعام کو قتل کرتا ہے تو پھر ان میں سے صید کون سا ہوگا ؟

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حرم اور احرام میں پانچ چیزوں کے قتل کرنے پر کسی پر کوئی گناہ نہیں ہے چوہا، کوا، سرن، بچھو، مجنون کتا اور جامع موذی جو کہ انسان پر حملہ کرتا ہے یا اس کے سامان پر حملہ کرتا ہے اور پھر جب عرف کی استقرا کی طرف رجوع کیا جائے گا تو اس کو صید نہیں کہیں گے اسی طرح بہیمۃ الانعام، مرغی اور ان جیسے جانور جن کے گھروں میں پالنے کی عادت ہوئی ہے اس کو شکار نہیں کہا جائے گا لیکن دوسرے اقسام ان میں ظاہر یہ ہے کہ وہ شکار ہیں۔

مدینہ والوں کے لیے ذوالحلیفہ میقات ہے اور شامیوں کے لیے جحفہ اور نجدیوں کے لیے قرن المنازل اور یمن والوں کے لیے یلملم یہ سب میقات ہیں اور ان کے لیے اور جن کا ان جگہوں سے گزر ہوا ہے اور وہاں کے نہ ہوں اس کے لیے جو حج و عمرہ کا ارادہ رکھتا ہو اور جو ان میقاتوں سے اندر رہتا ہو تو ان کا میقات اس جگہ سے ہوگا جہاں ان کا قیام ہے یہاں تک مکہ والے۔ ان کا میقات مکہ ہے۔ میں کہتا ہوں کہ میقاتوں میں اصل ہے کہ جب مکہ کی طرف آنا پراگندگی اور میل کا باعث ہے اس میں اپنے نفس کا غلو مطلوب ہوتا ہے ور انسان اس تکلیف میں رہتا ہے کہ اپنے شہر سے محروم رہنے سے ظاہر حرج لاحق ہوتا ہے کیوں کہ بعض کا قطر ایک ۔ ہ کے سفر پر ہوتا ہے اور دو ماہ اس سے اکثر پر ہوتا ہے اس لیے واجب ہوا کہ مکہ کی ردگرد چھ ... معلوم ان سے حرم بنائی جائیں اور ان کے بعد احرام کو موخر نہ کیا جائے اور ضروری ہے کہ وہ جگہیں ظاہر اور مشہور ہوں اور کسی ایک شخص پر اور ان مکانات پر اہل آفاق کا گزرنا مخفی نہ ہو۔

تب یہ قرار پایا اور ان مواضع کو حکم دیا گیا مدینہ والوں کے لیے بہت دور میقات رکھا گیا ہے کیوں کہ مدینہ وحی کا مہبط ہے اور ایمان کے پناہ کی جگہ ہے اور ہجرت کی جگہ ہے اور پہلا قریہ ہے جو اللہ تعالی

اور اس کے رسولؐ پر ایمان للئے تو اس کے رہنے والے اس کے زیادہ حق دار ہیں کہ اللہ کے اعلاء کلمہ میں مبالغہ کیا جائے اور اللہ کی طاعت کے زیادتی کے ساتھ مخصوص ہوں اور یہ بھی اس میں خصوصیت پائی جاتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ایمان سے زیادہ قطروالا حصہ ہے اور اس شہر کا ایمان خالص ہو بخلاف جواثی اتہر کے اور طائف کے اور یمامہ وغیرہ کے تو اس پر کوئی حرج نہیں ۔

عرفات میں کھڑے رہنے کا راز یہ ہے کہ مسلمانوں کا اجتماع ایک زمانہ اور ایک مکان میں اجتماع اس حال میں کہ وہ اللہ کی رغبت کے داعی ہوں اور اس کے لیے تضرع کرنے والے ہوں برکات کے نزول اور روحانیت کے انتشار میں بڑی تاثیر ہے اور اسی لیے شیطان ان دنوں میں بڑا ذلیل اور حقیر ہوتا ہے اور یہ بھی ہے کہ ان کا اس مکان میں اجتماع انبیاء علیہم السلام سے متوارث ہے جیسا کہ آدم علیہ السلام اور اس کے بعد سے اخبار میں ذکر کیا جاتا ہے اور اس میں لینا ہے اس کا جس سے سلف صالح کی سنت جاری ہوئی ہے اور توقیت کے بارے میں یہ اصل اصیل ہے ۔

منیٰ کے اندر اترنے میں یہ راز ہے کہ یہ جاہلیت کے بازوں میں ایک بڑی بازار تھی جیسے عکاظ، مجنہ، ذوالمجاز وغیرہا، منیٰ میں اتفاق کیوں کیا اس لیے کہ حج اطراف بعیدہ کی بہت سی قوموں کو جمع کرتا ہے ۔ تجارت میں احسن اور ادفق اس میں نہیں ہے کہ اس کا موسم اس اجتماع کے لیے ہو اور دوسری بات یہ ہے کہ اس بڑے لشکر کے لیے تنگ ہوتا ہے اگر ان کا حاضر بادی اور ان کا ناہید ہوتا اور ان کا بنی منیٰ جیسے بیابان میں نزول کے لیے مصطلح نہ ہوتا تو ان کا بڑا حرج ہوتا اور اگر ان کا بعض تر دل میں مختص ہوتا تو اپنے نفسوں کو پاتے اور جب ایک مکان میں نزول کی عادت جاری ہوئی تو عرب کا دستور اور عادت یہ جاری ہوئی کہ ہر ایک قبیلہ تفاخر اور تکاثر میں کوشش کرے اور اپنے آباء کے آثار اور قوت کا ذکر کرتے اور اپنے مددگاروں کی کثرت بتاتے تاکہ اس کو دور قریب والوں کو بتاتے اور اطراف بعیدہ میں ان کا ذکر چلتا اور اسلام کو اس جیسے اجتماع کی ضرورت تھی جس سے مسلمانوں کی شوکت ظاہر ہو اور ان کا شمار اور تیاری ظاہر ہو تاکہ اللہ کا دین ظاہر ہو۔ اور اس کی آواز دور تک جائے اور اقطار پر ان کا غلبہ ہو تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو باقی رکھا اور اس پر برانگیختہ کیا اور اس کی طرف جانے کو مستحب قرار دیا۔ اور تفاخر اور آباء کے ذکر کو منسوخ فرمایا اور اس کو اللہ کے ذکر سے بدل دیا۔ جیسا کہ ان کی ضیافیوں اور ولیموں کو اور نکاح کے ولیمہ اور بچے کے عقیقہ کو باقی رکھا کیونکہ ان میں منازل کی تدبیر کے بڑے فوائد ہیں ۔

(جاری)